UNIVERSITY OF CAMBRIDGE INTERNATIONAL EXAMINATIONS
General Certificate of Education Ordinary Level

SECOND LANGUAGE URDU **3248/02**

Paper 2 Language Usage, Summary and Comprehension

May/June 2005

1 hour 45 minutes

Additional Materials: Answer Booklet/Paper

READ THESE INSTRUCTIONS FIRST

If you have been given an Answer Booklet, follow the instructions on the front cover of the Booklet.
Write your Centre number, candidate number and name on all the work you hand in.
Write in dark blue or black pen on both sides of the paper.
Do not use staples, paper clips, highlighters, glue or correction fluid.

Answer **all** questions.
The number of marks is given in brackets [ ] at the end of each question or part question.
At the end of the examination, fasten all your work securely together.

مندرجہ ذیل ہدایات غور سے پڑھیے۔

اگر آپ کو جواب لکھنے کی کاپی ملی ہو تو اس پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں۔
تمام پرچوں پر اپنا نام، سینٹر نمبر اور امیدوار کا نمبر لکھیں۔
صرف نیلے یا کالے رنگ کا قلم استعمال کریں۔
سٹیپل، گوند، ٹپ ایکس، وغیرہ کا استعمال منع ہے۔
لغت (ڈکشنری) استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ہر سوال کا جواب دیں۔
اپنے جوابات اردو میں تحریر کریں۔
اس پرچے میں ہر سوال کے مارکس بریکٹ میں دیئے گئے ہیں: [ ]
آپ کا ہر جواب دی گئی حدود کے اندر ہونا چاہئیے۔
اگر آپ ایک سے زیادہ جوابی کاپیوں کا استعمال کریں، تو انہیں مضبوطی سے ایک دوسرے سے نتھی کریں۔

This document consists of **9** printed pages and **3** blank pages.

SP (SJF3521) S84211/4
© UCLES 2005
UNIVERSITY *of* CAMBRIDGE International Examinations

PART 1: Language Usage

Vocabulary

نیچے دیئے ہوئے الفاظ سے اردو میں مکمل جملے بنائیں۔

1 تین جملے اس طرح بنائیں، جن سے نیچے دیئے ہوئے الفاظ کے معنی واضح ہوجائیں۔

جی چھوڑنا۔ کان بھرنا ۔ چکمہ دینا۔ [3]

2 دو جملے اس طرح بنائیں، جن سے نیچے دیئے ہوئے الفاظ کے معنی واضح ہوجائیں۔

دل توڑنا۔ دانہ پانی اُٹھنا ۔ [2]

Sentence Transformation

نیچے لکھے ہوئے ہر ایک جملے کو فعلِ ماضی میں تبدیل کیجیے۔

اپنے جواب Answer Sheet پر لکھیے۔

مثال: قلی آموں کا ٹوکرا اٹھاتا ہے۔ قلی نے آموں کا ٹوکرا اٹھایا۔

3 احمد بوڑھے دادا کو مشکل سے کرسی پر بٹھاتا ہے۔ [1]

4 شریف دن رات محنت کر کے امتحان کی تیاری کرتا ہے۔ [1]

5 مجھے اُمید ہے کہ میں جولائی میں پاکستان جاؤں گا۔ [1]

6 بشارت بڑا مخلص اور نیک انسان ہے اسی لیے محلے بھر میں مقبول ہے۔ [1]

7 امی جان باورچی خانے میں سموسے بنا رہی ہیں۔ [1]

© UCLES 2005

Cloze Passage

خالی جگہوں کو پُر کرنے کے لیے کچھ الفاظ عبارت کے نیچے دیئے گئے ہیں۔

سوال نمبر 8 سے 12 تک ہر ایک خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے ان الفاظ میں سے صحیح الفاظ چُن کر Answer Sheet میں ترتیب سے لکھیے۔

بابا حسن دین حُقّے کا بڑا ___8___ ہے۔ ___9___ بھی اُسے وقت ملتا ہے وہ حُقّہ سُلگا کر چار کش لگا لیتا ہے اور پھر اپنے کام ___10___ مصروف ہو جاتا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ وہ اسکول کے لڑکوں کو سگریٹ پینے سے منع کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ بچپن سے ہی اس بُری عادت کا شکار ہو گیا تھا اور آج تک اس کو ___11___ نہیں کر سکا اس لیے سگریٹ نوشی سے اپنی صحت اور دولت برباد نہ ___12___ ۔ اسکول کے تمام اُستاد اور طلبا حسن کی نیکی شرافت اور خدمت کے قدر دان ہیں۔

مریض ۔ سے۔ کیجیے ۔ طاق ۔ سکتی ۔ تب ۔کو ۔ ترک ۔ پیارا ۔
۔ جب ۔ میں ۔ شوقین ۔ کب۔ کرو ۔

[5]

PART 2: Summary

نیچے دی گئی عبارت کو پڑھیے اور جواب کی تکمیل کے لیے اگلے صفحے پر دیئے ہوئے اشاروں کی مدد سے سو الفاظ کا خلاصہ لکھیے۔

کسی سے کچھ مانگنا اور اس کے عوض اس کی جائز خدمت نہ کرنا گداگری کہلاتا ہے۔ گداگری کی سینکڑوں صورتیں ہیں اور گداگروں کے بیسیوں طبقے ہیں۔ کوئی فریاد کر کے مانگتا پھرتا ہے، کوئی گانا بجا کر تو کوئی پردیسی ہونے کا ڈھونگ رچا کر پیسے بٹورتا ہے۔ اکثر مسجد یا مدرسہ کی تعمیر کے لیے چندا اکٹھا کرنے کا بہانہ بنا کر دروازے کھٹکھٹاتے ہیں اور جو ملتا ہے لیکر رفو چکر ہو جاتے ہیں۔ الغرض ہر گداگر نے اپنی سمجھ اور اہلیت کے مطابق کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ ان مانگنے والوں میں بعض پیشہ ور ہوتے ہیں اور بعض مجبور۔ حالات کی ستم ظریفی کبھی کبھی بڑے بڑے خودداروں کو بھی ہاتھ پھیلانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ جو لوگ جسمانی یا دماغی طور پر روزی کمانے کے قابل نہ ہوں یا جنہیں ایسے ذرائع دستیاب نہ ہوسکتے ہوں کہ وہ پیٹ کا دوزخ بھر سکیں، انہیں معذور قرار دیا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں کا اتنا قصور نہیں ہوتا جتنا کہ اس ماحول اور معاشرے کا ہوتا ہے جو انہیں گداگر بننے پر مجبور کر دیتا ہے اور ان کی مناسب امداد اور دستگیری نہیں کرتا۔ حکومت اس صورت میں قصوروار کہلاتی ہے جب وہ محتاج خانے نہیں کھولتی یا بیکار لوگوں کے لیے روزگار مہیا نہیں کرتی۔ ان کے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کا فرض ہے کہ وہ ان کی مدد کریں۔ مذہبِ اسلام نے ایسے ہی افراد کی امداد کے لیے زکواۃ کا اہتمام کیا ہے اور یہ حُکم دیا ہے کہ اپنی حلال کی کمائی سے چالیسواں حِصّہ زکواۃ کے طور پر دیا کرو۔

جو لوگ گداگری کو تن آسانی کی وجہ سے اختیار کرتے ہیں یا جنہیں یہ پیشہ وراثت کے طور پر ملتا ہے اور وہ جسمانی اور دماغی طور پر اس قابل ہوتے ہیں کہ کام کر کے روٹی کما سکیں، ان کی مدد کرنا گداگری کو پھیلانے کے مترادف ہے۔ تاہم ایسے لوگوں کے ساتھ بھی بات کرتے وقت یا انکار کرتے وقت نرمی سے کام لینا چاہیے اور انہیں مناسب دلائل کے ساتھ اس قبیح فعل سے روکنا چاہیے۔

گداگروں کی بڑھتی ہوئی تعداد مُلک اور قوم کے لیے وبالِ جان بن جاتی ہے۔ دوسروں کی محنت سے کمائی ہوئی آمدنی میں سے مُفت حِصّہ پا کر اکثر گداگر عیاشی کرتے ہیں، طرح طرح کے نشوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے بلکہ قوم کے افراد کے لیے ایک مستقل اور ناقابلِ برداشت بوجھ بن کر رہ جاتے ہیں۔

اپنے جواب میں مندرجہ ذیل نکات شامل کیجیے۔

13 (i) گداگری کی قسمیں (ii) گداگری کے اسباب (iii) اسلام کا نقطہ نظر

(iv) گداگری کے اثرات (v) گداگری کا انسداد

[10]

PART 3: Comprehension

Passage A

درج ذیل عبارت کو پڑھیے پھر بعد میں دیئے گئے سوالوں کے جواب جہاں تک ممکن ہو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

دورِ حاضر میں طبّی ماہرین نے دنیا کے اکثر مہلک امراض کا علاج یا تو دریافت کرلیا ہے یا پھر ان پر قابو پانے میں کافی حد تک کامیابی حاصل کرلی ہے۔ مثال کے طور پر چیچک، ہیضہ، پولیو وغیرہ کے لیے موثر دوائیں موجود ہیں لیکن ایک ایسا مرض آج بھی ان سائنس دانوں کے قابو سے باہر ہے جس کا نام ملیریا ہے۔ ملیریا کے لفظی معنی ''بُری ہوا'' ہیں کیونکہ انیسویں صدی کے آخر تک لوگ یہی سمجھتے تھے کہ ملیریا کی جڑ دلدلی علاقوں سے نکلتی ہوئی بدبُودار ہوائیں تھیں۔

گرم ملکوں کے باشندے مچھر کی خطرناک عادات سے خوب واقف ہیں۔ ہر سال لاکھوں لوگ مچھر کے کاٹنے سے ملیریا جیسی بیماری میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور کافی لوگ خصوصاً بچے اس سے جاں بحق ہوجاتے ہیں۔ اس جدید دور میں ہوائی جہاز کے سفر کے عام ہونے کی وجہ سے ان جہازوں کے ذریعے ملیریا کی وبا سرد ملکوں میں بھی پھیل رہی ہے۔ سرد علاقوں کے باشندے دو وجوہات کی بنا پر خوش قسمت ہیں۔ ایک تو یہ کہ ملیریا پھیلانے والے مچھر دنیا کے شمالی علاقوں کی سردی برداشت نہیں کرسکتے دوسرے مچھر کی جو خاص قسم برطانیہ میں پائی جاتی ہے اس کے پیٹ میں ملیریا کے جراثیم نہیں رہ سکتے۔

عام طور پر برِصغیر میں سفر کرنے والے لوگ مچھر کے کاٹنے اور اس کے اثرات سے بچنے کے لیے مختلف احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں، مثلاً: جال نما پردے، خاص کیمیائی چھڑکاؤ، خاص دھویں والی شمع اور بجلی کی مشینیں، وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ کئی قسم کی گولیاں بھی لینی پڑتی ہیں لیکن ان ساری احتیاطی تدابیر کے باوجود بھی مچھر ہمیں کاٹتے رہتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کے علاوہ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ مچھر کسی ایک آدمی کو تو کاٹتا ہے لیکن پاس بیٹھے دوسرے آدمی کا خون پسند نہیں کرتا۔

حال ہی میں ہالینڈ کے سائنسی ماہرین نے اعلان کیا ہے کہ پانچ سال کی مسلسل تحقیقات کے بعد یہ انکشاف ہوا ہے کہ مچھر جانور کے جسم سے نکلتی ہوئی بو کی طرف راغب ہوتے ہیں جن میں ایک وہ ہے جو انسانوں کے پیر کی انگلیوں میں سے نکلتی ہے اور ایک خاص قسم کے پنیر کی مانند ہے۔ اس سلسلے میں مزید تجربات کی منصوبہ بندی جاری ہے لیکن سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اکثر لوگ اس پنیر کی بُو صرف چند ہی منٹ تک برداشت کرسکتے ہیں۔

© UCLES 2005

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب جہاں تک ممکن ہو اپنے الفاظ میں لکھیے ۔

14 نام ''ملیریا'' کیسے پیدا ہوا تھا؟ [2]

15 سرد ملکوں کے رہنے والے کیوں خوش قسمت ہیں؟ [2]

16 دورِ حاضر میں ذرائع سفر کا ملیریا سے کیا تعلق ہے؟ [2]

17 مچھر خاص لوگوں کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟ [3]

18 مچھروں سے بچاؤ کے کیا طریقے ہیں؟ [3]

19 سائنس دانوں کی نئی دریافت میں کیا بات رکاوٹ کا باعث ہے، اور کیوں؟ [2]

20 کس عمر کے لوگوں کو ملیریا سے نقصان پہنچنے کا زیادہ احتمال ہے؟ [1]

© UCLES 2005

Passage B

درج ذیل عبارت کو پڑھیے پھر نیچے دیئے گئے سوالوں کے جواب جہاں تک ممکن ہو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

میں منٹو صاحب سے شاید ہی کبھی ناراض ہوا ہوں، میں نے تو منٹو صاحب کی ہر بات برداشت کی ہے۔ منٹو سے ملنے والے جانتے ہیں کہ منٹو بعض دفعہ کس قدر زیادتی پر اتر آتے تھے۔ ایک دفعہ ضرور میں نے ان کی شکایت احمد ندیم قاسمی سے کی تھی اور آج مجھے ان کے مرنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ کاش میں اس بار بھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لایا ہوتا اور وہ زیادتی بھی برداشت کر لیتا۔

قصہ یہ تھا کہ میرا 'ٹانسل' کا آپریشن ڈاکٹر ولایت ملک نے کیا تھا جس میں ایک مہینہ چھ دن ہسپتال میں زیرِ علاج رہا۔ جون کا مہینہ، لاہور کی گرمی اور اُس پر بیماری کے بعد چڑچڑے پن کا شکار تھا اور یہی نہیں اُس دن میری قیمتی گھڑی بھی کھو گئی تھی۔ چونکہ ایک مہینہ چھ دن سے منٹو صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اس لیے ہسپتال سے میں سیدھا منٹو صاحب کے گھر گیا۔ منٹو صاحب پہلے تو بگڑے کہ اتنے دن خبر کیوں نہیں لی، میں نے ہسپتال کی روداد سنا کر کہا کہ خبر تو آپ کو لینی تھی۔ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر آہستہ سے بولے "کچھ پیسے چاہییں۔ ہیں؟" میں نے کہا "میرے پاس جملہ بیس روپے ہیں اور وہ بڑی مشکل سے ہسپتال میں بچائے ہیں اور آج ہی مجھے راول پنڈی بھائی کے پاس جانا ہے۔ کالج اور ہسپتال کی کچھ چھوٹی چھوٹی ادائگیاں اور کرایہ وغیرہ ملا کر بیس روپے ہوتے ہیں۔" کہنے لگے "یار، پھر بھی دے دو" میں نے کہا "میری مجبوری دیکھیے" "یار، کیا بک بک کرتے ہو، نکالو" میں نے کہا "مجھے پنڈی جانا ہے۔" "یار، پھر بھی دے دو"

میں نے غصہ سے بیس روپے جیب سے نکال کر ان کے سامنے پھینک دیے۔ شراب نہ ملنے پر ان کی جو حالت ہوتی تھی مجھ سے دیکھی نہیں جاتی تھی۔ میں نے بیس روپے دے دیے اور اب میرے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا، ایک گھنٹہ تک مال روڈ اور ہال روڈ کے چوراہے پر کھڑا میں سوچتا رہا کہ اب بیس روپے کہاں سے حاصل کئے جائیں۔ بڑی سوچ وچار کے بعد ندیم صاحب کے پاس پہنچا۔ ظاہر ہے میرے لیے اور کوئی راہ نہ تھی۔ میں نے سارا واقعہ اُنہیں سنا دیا اور کہا کہ پہلے بھی کئی بار ایسا ہو چکا ہے۔ ندیم صاحب بے حد مخلص انسان تھے۔ انہوں نے کچھ نہ کہا، کاغذ قلم اٹھا کر ایک خط نذیر چودھری کے نام لکھا کہ "برادرم اسد اللہ کو بیس روپیوں کی ضرورت ہے۔ آپ میرا افسانہ لے لیجیے اور انہیں اسی وقت بیس روپے دے دیجیے۔"

نذیر چودھری مجھے نہیں ملے تو میں نے مکتبہ اردو سے ندیم صاحب کو ٹیلی فون کیا۔ انہوں نے جواب دیا "آپ امروز کے دفتر چلے آیئے۔" میں امروز کے دفتر پہنچا۔ وہ میرے نام ایک رقعہ چھوڑ گئے تھے کہ انتظار کیجیے، میں ابھی آتا ہوں۔ مجھے ایک اور جگہ کام تھا۔ میں وہاں سے واپس آیا تو ندیم صاحب اپنے ایک دوست سے جن کی چشموں کی دکان ہے سخت گرمی کی دوپہر میں جا کر بیس روپے ادھار لے آئے تھے۔ انہوں نے مجھے بیس روپے دیے اور کہا "یہ لو اور پنڈی چلے جاؤ۔"

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب جہاں تک ممکن ہو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

21 مصنف نے کیوں لکھا کہ ''کاش میں اس بار بھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لایا ہوتا؟'' [3]

22 مصنف کو کس لیے پیسوں کی ضرورت تھی؟ [2]

23 منٹو کا رویّہ مناسب تھا کہ نہیں؟ دو وجوہات لکھیے۔ [3]

24 احمد ندیم قاسمی نے مصنف کی کیسے مدد کی؟ تفصیل سے لکھیے۔ [4]

25 دوستی پر پیسوں کے کیا اثرات پڑتے ہیں؟ [3]

BLANK PAGE

BLANK PAGE

BLANK PAGE

Permission to reproduce items where third-party owned material protected by copyright is included has been sought and cleared where possible. Every reasonable effort has been made by the publisher (UCLES) to trace copyright holders, but if any items requiring clearance have unwittingly been included, the publisher will be pleased to make amends at the earliest possible opportunity.

University of Cambridge International Examinations is part of the University of Cambridge Local Examinations Syndicate (UCLES), which is itself a department of the University of Cambridge.